اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں دیں،

ڈاکٹر فرحت ہاشمی حفظہا اللہ

[لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۚ وما تنفقوا من شيء فإن اللہ بہ علیم ﴿﴾]

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک تم وہ چیزیں خرچ کرو جنہیں تم محبوب رکھتے ہو، عزیز رکھتے ہو۔اور جو کچھ تم خرچ کرو گے ،اللہ اس سے بے خبر نہ ہو گا۔

پچھلے پارے میں بھی انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیااور کافی وضاحت کے ساتھ اس بارے میں تعلیمات دی گئیں۔یہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے محبوب ترین، پسندیدہ ترین چیز خرچ کرنے کے لیے کہا جارہا ہے۔ایک مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ: [والذین آمنوا أشد حبا للہ ۗ] سب وہ لوگ جو ایمان لائے، وہ اللہ کی محبت میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔سب سے شدید ہوتے ہیں۔ محبتیں ہمیشہ قربانی مانگتی ہیں۔جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہو اور اللہ کے راستے میں اپنی محبوب چیز نہ دے سکتا ہو، اس کی محبت جھوٹی ہے۔جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، خیر کامل کو نہیں پا سکتے، رحمت اور رضائے الٰہی کو نہیں پا سکتے، جنت کو نہیں پا سکتے، جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر سکو۔ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام نے جب یہ آیت سنی تو انہوں نے اپنی اپنی پسندیدہ چیزوں کا جائزہ لیا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی راہ میں ضرور خرچ کیا۔حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا مسجد نبوی کے سامنے ہی بیر حاء نام کا ایک باغ تھا، جس میں آپ ﷺ کبھی کبھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں کا خوش ذائقہ پانی پیا کرتے۔جب یہ آیت اتری تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا تو سب سے پیارا مال میرا یہ باغ ہے۔میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اسے فی سبیل اللہ صدقہ کر رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا کریں اور اسے اپنے پاس میرے لیے ذخیرہ کریں۔آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کو جس طرح چاہیں تقسیم کر دیں۔آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے: مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔تم اسے اپنے قرابت داروں میں، عزیز، رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کی راہ میں دینے میں عزیز اور رشتہ دار بھی آتے ہیں۔کیونکہ نبی ﷺ نے ان کے مال کو خود انہی کے خاندان کی طرف پلٹا دیا۔

پھر اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ آیت سن کر حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ مرغوب چیز خیبر کا حصہ ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وقف کر دو۔ اصل روک لو اور پھل وغیرہ صدقہ کر دیا کرو۔ یعنی زمین اپنے ہی نام رکھو اور اس کی ساری پیداوار صدقہ کر دیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس آیت کی تلاوت کی تو سوچا۔ مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی۔ میں نے اسے آزاد کر دیا۔ اب تک میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ کے نام پر دے کر لوٹانا جائز ہوتا تو میں اس سے کم از کم نکاح کر لیتا۔ اسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے، میرے مال میں میرا گھوڑا مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ ان کا ایک گھوڑا تھا، جس کا نام 'سبل' تھا۔ اسے لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھوڑا فی سبیل اللہ قبول کیجئے۔ آپ نے اسامہ بن زید یعنی انہی کے بیٹے سے کہا کہ تم اسے لے لو۔ زید نے اس بات کو اپنے دل میں محسوس کیا کہ شاید میرا مال قبول نہیں ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس مال کو قبول کر لیا۔

اس میں آپ دیکھ رہے ہیں تمام مثالوں میں کہ ایک طرف خرچ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور خرچ کرنے والے خرچ بھی کر رہے ہیں اور دوسری طرف وہی مال ان کے کسی عزیز، قریبی کو لوٹایا جارہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اسلام میں جو انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔ انفاق کا لفظ نفق سے ہے۔ نفق کہتے ہیں: سرنگ کو، ٹنل کو۔ ٹنل میں کیا ہوتا ہے؟ کوئی چیز ٹھہرتی نہیں ہے۔ وہاں کوئی چیز رکتی نہیں ہے۔ ایک طرف سے داخل ہوتی ہے اور دوسری طرف سے نکل جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام میں مال کو روک رکھنا اور صرف چند لوگوں کے پاس ہونا اور باقی لوگوں کا منہ دیکھنا اور ضرورت مند رہنا، یہ پسندیدہ نہیں۔ اسلامی معاشرے کی خوبصورتی کیا ہے کہ اس کے اندر مال سرکولیٹ کرتا رہے۔ صرف ایک جگہ جا کر جم نہ جائے۔ کیونکہ مال کی حیثیت ایک معاشرے کے اندر ایسی ہی ہے جیسے خون کی حیثیت ایک جسم کے اندر ہے۔ اگر خون سرکولیٹ کرتا رہے تو جسم زندہ رہتا ہے۔ جس حصے کی بھی سرکولیشن رک جاتی ہے، وہ مردہ ہو جاتا ہے، ڈیڈ ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح معاشرے کے جس حصے کی بھی، یا جس سوسائٹی کا جو بھی حصہ یا جو بھی عضو مال کے بغیر ہوتا ہے، فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتا ہے، اس حصے کا فنکشن رک جاتا ہے۔ ان کی ذہنی صلاحیتیں صحیح طور پر کام نہیں کرتیں۔ وہاں پر اکنامک گروتھ رک جاتی ہے۔ اور آن دا ہول معاشرہ ایک لاس میں چلا جاتا ہے۔ اس لیے اسلام کیا چاہتا ہے کہ [کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ ؕ] مال صرف اغنیاء کے درمیان ہی گھومتا پھرتا نہ رہے۔ بلکہ سارے طبقات کو اس سے فیض پہنچے۔ اسی لیے یہاں پر کیا حکم دیا گیا کہ تم نیکی کو پا ہی نہیں سکتے۔ یعنی نیکی محض چند ظاہری کام کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نیکی ہے اور اس میں بھی کیا؟ جو تمہیں پسندیدہ ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ہی ایسا کرنا ہوگا۔ ایک جگہ پر فرمایا: [قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ] جو

چیز زائد ہو، وہ خرچ کرو۔ اور یہاں پر فرمایا: جو چیز محبوب ہو، وہ خرچ کرو۔ یعنی کبھی زائد از ضرورت چیز خرچ کی جائے گی اور کبھی انتہائی محبوب ترین چیز بھی۔ یعنی دونوں طرح ہی خرچ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زندگی میں کچھ موقع تو ایسے ضرور آنے چاہییں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے۔ جیسے اور بھی اس میں مثالیں ہیں لیکن وقت کی کمی ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا جائزہ لے کہ جس طرح صحابہ کرام نے یہ آیت سنی یا پڑھی تو اس پر عمل کیا۔ اسی طرح ہم جب اس آیت کو سن رہے یا پڑھ رہے ہیں تو ہم کب عمل کریں گے؟ جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ لیکن اپنے آپ سے یہ عہد ضرور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو پانے کے لیے مجھے یہ کام ضرور کرنا ہے۔

[لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ۚ] [مما تحبون ۚ] کا جو لفظ آیا ہے [مما] اور یہاں [ۚ] تو اس سے مراد صرف مال ہی نہیں، بلکہ اس سے مراد اپنی پسندیدہ ترین دلچسپیاں بھی ہیں، ہابیز بھی ہیں، شغل بھی ہیں، مشغلے بھی ہیں، اپنی محبوب ترین دیگر چیزیں بھی، مثلاً اپنی اولاد بھی ہے، اپنی نیند بھی ہے کیونکہ بعض اوقات ہم نیک کام کرنا چاہتے ہیں لیکن مال دے دیں گے، لیکن اپنا آپ نہیں دیں گے۔ اپنا وقت نہیں دیں گے دین کے لیے۔ اپنی نیند، آرام، اپنی خواہشات کو قربان نہیں کریں گے۔ فرمایا: اس وقت تک نیکی کی روح کو پا نہیں سکتے جب تک کہ پسندیدہ ترین چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ تو ہم میں سے ہر شخص کی پسندیدہ ترین چیزیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ان کی لسٹ بنائیے اور دیکھئے کہ ان میں سے کیا، کتنا، کب اللہ کی راہ میں دے سکتے ہیں۔ اور پھر ہوتا یہ ہے کہ جو چیز انسان کی پسند کی ہوتی ہے، اس کو وہ اتنا ہی سنبھال سنبھال کر، چھپا چھپا کر، بند کر کے رکھتا ہے۔ بعض اوقات وہ ساری زندگی بند ہی رہ جاتی ہے اور اس سے ہم خود بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ بعض اوقات یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ چوری نہ ہو جائے، ٹوٹ نہ جائے، ضائع نہ ہو جائے۔ جب ایک انسان ایسی پیاری چیزوں کو اللہ کے پاس ڈیپوزیٹ کرا دیتا ہے، تو وہ ہر نقصان اور ہر خطرے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ اس لیے اصل بھلائی اور اصل خیر اس میں ہے کہ انسان اپنے دل کی خواہشات اور اپنی محبتوں کو قربان کرنا جانے۔

پھر فرمایا: [وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيۡءٍ] اور جو بھی تم خرچ کرو گے، کسی بھی چیز میں سے [مِن شَيۡءٍ] میں مال نہیں ہے صرف۔ کسی بھی چیز میں سے، کوئی بھی چیز [مِن شَيۡءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿﴾] تو بے شک اللہ اس کو جاننے والا ہے۔ اللہ کو اس کا پتہ چل جاتا ہے کہ ایک بندے نے کیا خرچ کیا، کتنا خرچ کیا، کس جذبے سے، کتنی خوشی سے؟